

سپریم کورٹ رپورٹس (2006) SUPP.10 ایس سی آر

پی۔ کے۔ سریکانتن و دیگران
بنام
پی۔ سری کمسارن ناتر و دیگران

4 دسمبر 2006

(ڈاکٹر اریبجیت پسپات اور ایس۔ ایچ۔ کپاڈیا، جسٹسز)

حصول اراضی کا قانون، 1894:

دفعات 18، 30- حاصل شدہ اراضی کے معاوضے میں اضافے کے لیے زیر دفعہ 18 کے تحت رجوع۔ بین تنازعہ کا تعین کرنے کے لیے عدالت کا دائرہ اختیار۔ منعقد۔ ریفرنس کورٹ دیے گئے حوالہ سے دائرہ اختیار حاصل کرتی ہے لہذا رجوع کردہ سوال سے آگے کسی چیز کا تعین نہیں کر سکتی اور بین تنازعہ کا فیصلہ نہیں کر سکتی۔

موجودہ اپیل میں جو سوال زیر غور آیا وہ یہ ہے کہ کیا ہر دعویٰ دار سے حاصل کی گئی زمین کی حد سے متعلق تنازعہ پر غور کرنے کے لیے حصول اراضی کے قانون، 1894 کی دفعہ 30 کے تحت ریفرنس کورٹ کا دائرہ اختیار تھا جب کہ ایکٹ کی دفعہ 18 کے لحاظ سے حوالہ صرف حاصل کی گئی زمین کے معاوضے میں اضافے کے دعوے کے حوالے سے کیا گیا تھا جیسا کہ فیصلہ میں دکھایا گیا ہے۔

جزوی طور پر اپیل کو مسترد کرتے ہوئے عدالت نے

فیصلہ 1.1: حوالہ عدالت دیے گئے حوالہ سے دائرہ اختیار حاصل کرتی ہے۔ حصول اراضی کے قانون، 1894 کی دفعہ 18 اور دفعہ 30 کے تحت حوالہ جات تصوراتی طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ (24-جی-ایچ)

1.2۔ جب صرف اعتراض معاوضے کی رقم پر لیا جاتا ہے تو صرف وہی معاملہ حوالہ دیا جاتا ہے اور عدالت کو اس سے آگے کسی چیز کا تعین کرنے یا اس پر غور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہوتا ہے۔ (25-ب)

(رائے) پر متھانا تھ ملک بہادر بنام سیکرٹری آف اسٹیٹ، اے آئی آر (1930) پی سی 64: پریاگ اپنیویش آواس ایوان نرنان سہکاری سمیتی لمیٹڈ بنام الہ آباد وکاس پردھیکرن اور دیگر (2003) 5 ایس سی سی 561، اور انجم لنگنا اور دیگر ان بنام حصول اراضی کے افسر، ریونیو ڈویژنل آفیسر، نظام آباد اور دیگر ان 120021 9 ایس سی سی 426 کا حوالہ دیا گیا ہے۔

2۔ محدود دائرہ اختیار کا ہر ٹریبونل نہ صرف حقدار ہے بلکہ اس بات کا تعین کرنے کا پابند بھی ہے کہ آیا وہ معاملہ جس میں اسے اپنے دائرہ اختیار کو استعمال کرنے کے لیے کہا گیا ہے وہ اس کے خصوصی دائرہ اختیار کی حدود میں آتا ہے اور آیا اس طرح کے ٹریبونل کا دائرہ اختیار کچھ حقائق یا حالات کے وجود پر منحصر ہے، اس کا واضح فرض یہ دیکھنا ہے کہ یہ حقائق اور حالات اسے دائرہ اختیار کے ساتھ سرمایہ کاری کرنے کے لیے موجود ہیں، اور جہاں کوئی ٹریبونل اپنے دائرہ اختیار کو اس قانون سے حاصل کرتا ہے جو اسے تخلیق کرتا ہے اور وہ قانون ان شرائط کی بھی وضاحت کرتا ہے جس کے تحت ٹریبونل کام کر سکتا ہے، یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس ٹریبونل کے کسی معاملے میں دائرہ اختیار سنبھالنے سے پہلے، اس بات کا اطمینان ہونا چاہیے کہ اس معاملے کو حاصل کرنے کے لیے مطلوبہ شرائط موجود ہیں۔ حقیقت میں پیدا ہوئے ہیں۔

محمد حسن الدین بنام ریاست مہاراشٹر، (1979) 2 ایس سی سی 572، پر انحصار کیا۔

نصرونجی پیسٹنجی بنام میر مینودین خان ایل آر، (1855) 6 ایم آئی اے 134 (پی سی) اور

کوٹھامسوکنکار تھما اور دیگران بنام ریاست آندھرا پردیش اور دیگران اسے آئی آر (1965) ایس سی 304، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

3.1۔ عدالت عالیہ کا یہ نظریہ کہ ایکٹ کے دفعہ 18 کے لحاظ سے کسی حوالہ سے نمٹتے ہوئے ایکٹ کے دفعہ 30 کے تحت آنے والے معاملے سے نمٹنا ناقابل قبول ہے۔ (27-د)

3.2۔ تاہم، یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 30 کے تحت حوالہ طلب کرنے کے لیے کوئی وقت کی حد نہیں ہے، حالانکہ یہ ہمیشہ معقول وقت کے اندر کیا جانا چاہیے۔ وقت کی معقولیت حتمی حیثیت کی ضرورت سے عدالتی کارروائی کی طرف بہتی ہے۔ موجودہ معاملہ کے حقائق کی صورتحال کے پس منظر میں، اپیل گزاروں کو ایکٹ کے دفعہ 30 کے لحاظ سے حوالہ طلب کرنے کے لیے مجاز حصول اراضی کی اتھارٹی کے سامنے درخواست دینے کی منظوری دینا مناسب ہوگا۔ (27-ای-ایف)

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار فیصلہ : 2006 کی دیوانی اپیل نمبر 5354۔

ایل اے اے نمبر 109 / 2001 میں ایما کو لم میں کیرالہ عدالت عالیہ کے 11.10.2002 کے فیصلے اور حتمی حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے ایس بنام راجن اور کے راجیو۔

جواب دہندگان کے لیے ٹی ایل وی آئیر، سبرامنیم پرساد، گوپال کرشنن، کرن مہتا اور جی پرکاش۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا:

جسٹس ڈاکٹر اربیکیت پاسیات، اجازت دی گئی۔

اس اپیل میں چیلنج کیرالہ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے فیصلے کو ہے جس میں جواب دہندہ نمبر 1 اور 2 کی طرف سے دائر اپیل کی منظوری دی گئی ہے جبکہ اپیل گزاروں اور ریاست کی طرف سے دائر اپیل کو مسترد کیا گیا ہے۔

مختصر طور پر پس منظر کے حقائق مندرجہ ذیل ہیں:

کڑکھلی گاؤں کے سروے نمبرات 1780،1/1780،4/1781،9/1،8،9،1889/1،2 پر مشتمل 2.81.20 ہیکٹر اراضی کی ایک حدانیر میں ای ای سی مارکیٹ کے قیام کے مقصد سے حاصل کی گئی تھی۔ حصول اراضی کے قانون، 1894 کی دفعہ 4(1) کے تحت نوٹیفکیشن (مختصر طور پر 'ایکٹ') 29.5.1992 پر شائع کیا گیا تھا۔ زمین کا قبضہ 23.7.1992 پر لیا گیا اور 13.7.1992 پر ایک فیصلہ منظور کیا گیا جس میں 45,08,111 روپے کا کل معاوضہ طے کیا گیا۔ دیے گئے معاوضے سے ناخوش ہو کر حصول اراضی کے افسر کے سامنے درخواستیں دائر کی گئیں تاکہ اس معاملے کو عدالتی فیصلہ سنانے کے لیے ریفرنس کورٹ کو بھیجا جاسکے۔

ضلع کلکتہ نے اپنے خط کی تاریخ 18.7.1994 کے ذریعے ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت تعین کے لیے معاملے کے حوالے سے متعلقہ ریکارڈ بھیج دیے۔ مذکورہ خط کے ساتھ، دلچسپی رکھنے والے فریقوں کے نام اور پتے، جنہوں نے حوالہ کی درخواستیں دائر کی تھیں، بھی منسلک علیحدہ شیٹ میں پیش کیے گئے تھے۔ مذکورہ تعریفی خط کے ساتھ منسلک شیٹ کے مطابق، اپیل کنندہ نمبر 1-P.K۔ سریکانتھن نے اپنی درخواست تاریخ 4.8.1993 جمع کرائی۔ جواب دہندہ نمبر 1 ی سری کمارن ناتر نے اپنی درخواست کی تاریخ 26.8.1993 جمع کرائی اور دعویٰ داروں 3، 4 اور 5 نے اپنی درخواستیں 4.8.1993 پر جمع کرائی۔ حوالہ درخواست جس کی تاریخ 4.8.1993 ہے، اپیل کنندہ نمبر 1 کے ذریعے دی گئی تھی۔ 13.7.1993 کے حکم نامے کی وصولی کے مطابق جس کے تحت دعویٰ دار کو اس سے حاصل کردہ جائیداد کے معاوضے سے آگاہ کیا گیا تھا۔ مذکورہ حوالہ درخواست میں یہ کہا گیا تھا کہ کڑکھلی گاؤں کے سروے نمبر 1889 میں شامل 2 ایکڑ اور 41 / 2 سینٹ کی کل حد میں سے 86 ایرس اور 41 مربع میٹر جائیداد کی حد اس نے

تقسیم کے دستاویز کی تاریخ کے مطابق حاصل کی تھی۔ یہ خاص طور پر استدعائی گئی تھی کہ یہ جائیداد شہر کی حدود کے اندر ایک اہم علاقے میں واقع ہے جس میں سڑک کا محاذ اور آسان رسائی ہے، یہ ایک عمارت کی جگہ اور باغ کی زمین ہے اور اس کی نرخ بازار کم از کم 5,000 روپے ہوگی۔ مزید کہا گیا کہ اراضی کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے حصول اراضی کے افسر کی طرف سے دیا جانے والا معاوضہ بہت کم اور کم ہے۔ ایوارڈ کی رقم کے احتجاج کے تحت موصول ہونے کا دعویٰ کیا گیا تھا اور اس لیے حصول اراضی کے افسر سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اس معاملے کو زمین کی قیمت کا فیصلہ کرنے کے لیے ریفرنس کورٹ کو بھیجیں۔ اسی طرح کے دعوے دیگر درخواست دہندگان نے بھی کیے تھے۔ اس طرح جمع کرائی گئی حوالہ درخواست سے یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ تنازعہ صرف ہر ایک درخواست گزار سے حاصل کردہ متعلقہ زمین کو دیے گئے معاوضے کی رقم سے متعلق تھا، کیونکہ ان کے مطابق، دی گئی رقم نرخ بازار کے مقابلے میں کم ہے۔

ضلعی کلکٹر کی طرف سے اس طرح دیے گئے حوالہ کے مطابق، ریفرنس کورٹ نے فریقین کو نوٹس جاری کیا جس پر فریقین نے اپنے اپنے بیانات دائر کیے۔

عدالت عالیہ میں دائر کی گئی اپیلوں میں مختلف سوالات اٹھائے گئے۔ موجودہ جواب دہندگان 1 اور 2 کی طرف سے دائر اپیل میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ درج ذیل عدالت کو حوالہ کے معاملات سے آگے جانے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔ حوالہ جات کی درخواستوں میں اٹھائے گئے مسائل سے آگے بڑھنے اور حوالہ جات کی درخواستوں میں فریقین کی طرف سے نہ اٹھائے گئے تنازعات کا فیصلہ کرنے میں اس نے اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا تھا۔ موجودہ اپیل کنندہ کی طرف سے دی گئی معاوضے کی تخصیص سے متعلق اپیل۔ ریاست کی اپیل بنیادی طور پر تشخیص کے خلاف تھی۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، مدعا علیہ نمبر 1 اور 2 کی طرف سے دائر اپیل کو درج ذیل مشاہدے کے ساتھ اجازت دی گئی تھی :

”جیسا کہ مذکورہ بالا فیصلوں میں طے شدہ اصولوں کی روشنی میں اور ہر دعویٰ دار سے حاصل کردہ زمین کی حد کے بارے میں سوال پر کسی حوالہ کی عدم موجودگی میں اور رقم کی تقسیم کے حوالے سے کسی تنازعہ کی عدم موجودگی میں اور اس حقیقت کے پیش نظر کہ ضلع کلکٹر کی طرف سے جو واحد سوال بھیجا گیا ہے وہ حصول اراضی کے معاوضے میں اضافے کے دعوے کے حوالے سے ہے جیسا کہ ایوارڈ میں دکھایا گیا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ نچلی عدالت کو ہر دعویٰ دار سے حاصل کردہ زمین کی حد

کے حوالے سے تنازعہ پر غور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔

لہذا ہم عدالت کے فیصلے اور ڈگری کو اس حد تک الگ کر دیتے ہیں جب تک کہ وہ ان سوالات کا تعین کرنے کے لیے آگے بڑھا جو اس کے حوالے نہیں کیے گئے ہیں۔ فریقین ان سے حاصل کی گئی زمین کی حد کے لیے معاوضے کے حقدار ہوں گے جیسا کہ عدالت کی طرف سے مقرر کردہ شرح پر ایوارڈ میں دکھایا گیا ہے۔

اس عدالت کے سامنے اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران اصل مدعا علیہ نمبر 2 کے پی سرسوتی اماں کا انتقال ہو گیا اور ان کے قانونی وارثوں کو 23 جنوری 2004 کے حکم تبدیل کر دیا گیا جو 2003 کے 11 نمبر 11 میں منظور کیا گیا تھا۔

اپیل کی حمایت میں، اپیل گزاروں کے فاضل وکیل نے پیش کیا کہ کلکٹر کو فریقین کے درمیان اصل تنازعہ کا حوالہ دینے کی ضرورت ہے اور صرف اس وجہ سے کہ باہمی تخصیص کا سوال نہیں بھیجا گیا تھا، جس سے اس مسئلے کا فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار خارج نہیں ہوتا ہے۔ اس تناظر میں ایکٹ کی دفعہ 31 کا حوالہ دیا گیا تھا۔

دوسری طرف جواب دہندگان کے فاضل وکیل نے یہ موقف اختیار کیا کہ ایکٹ کی دفعہ 18 کے حوالے سے مذکورہ بالا معاملے سے متعلق باہمی تنازعہ کا فیصلہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کا احاطہ ایکٹ کی دفعہ 30 میں کیا گیا ہے۔

ایکٹ کی دفعات 18 اور 30 مندرجہ ذیل ہیں:

”18. عدالت کا حوالہ۔ (1) کوئی بھی دلچسپی رکھنے والا شخص جس نے ایوارڈ قبول نہیں کیا ہے، کلکٹر کو تحریری درخواست کے ذریعے یہ مطالبہ کر سکتا ہے کہ معاملہ کلکٹر کے ذریعے عدالت کے تعین کے لیے بھیجا جائے، چاہے اس کا اعتراض زمین کی پیمائش، معاوضے کی رقم، وہ افراد جن کو یہ قابل ادائیگی ہے، یا دلچسپی رکھنے والے افراد میں معاوضے کی تقسیم پر ہو۔

(2) درخواست میں وہ بنیادیں بیان کی جائیں گی جن پر ایوارڈ پر اعتراض کیا گیا ہے:

بشرطیکہ ایسی ہر درخواست کی جائے گی۔

(الف) اگر اسے بنانے والا شخص کلکٹر کے سامنے اس وقت موجود تھا یا نمائندگی کر رہا تھا جب اس نے اپنا ایوارڈ دیا تھا، کلکٹر کے ایوارڈ کی تاریخ سے چھ ہفتوں کے اندر؛

(ب) دیگر معاملات میں، دفعہ 12، ذیلی دفعہ (2) کے تحت کلکٹر سے نوٹس موصول ہونے کے چھ ہفتوں کے اندر؛ یا کلکٹر کے ایوارڈ کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر، جو بھی مدت پہلے ختم ہو جائے۔

30۔ تقسیم کے بارے میں تنازعات۔۔۔ جب معاوضے کی رقم دفعہ 11 کے تحت طے ہو جاتی ہے، اگر اس کی یا اس کے کسی حصے کی تقسیم کے بارے میں یا ان افراد کے بارے میں کوئی تنازعہ پیدا ہوتا ہے جن کو وہی یا اس کا کوئی حصہ قابل ادائیگی ہے، تو کلکٹر اس طرح کے تنازعہ کو عدالت کے فیصلے کے حوالے کر سکتا ہے۔

ریفرنس کورٹ دیے گئے رجوع سے دائرہ اختیار حاصل کرتی ہے۔ دفعہ 18 اور دفعہ 30 کے تحت حوالہ جات تصوراتی طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ دفعہ 18 کے لحاظ سے ڈگری دفعہ 30 کے لحاظ سے اس سے مختلف ہے۔ ایکٹ کے دفعہ 55 کے لحاظ سے دستیاب حل ڈگری نامے کے خلاف ہے۔ یہ سوال کہ آیا ریفرنس کورٹ ایکٹ کے دفعہ 30 کے تحت آنے والے سوال کو ایکٹ کے دفعہ 18 کے تحت دیے گئے حوالہ میں نمٹ سکتی ہے اور اس کے برعکس عدالتی تعین کا موضوع رہا ہے۔ (رائے) پر تمہا ناتھ ملک بہادر بنام سکرٹری آف اسٹیٹ، اے آئی آر (1930) پی سی 64 میں، یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ ایکٹ کے تحت عدالتوں کا دائرہ اختیار خصوصی ہے اور دفعات 18، 20 اور 21 کی شرائط تک سختی سے محدود ہے۔ یہ تب ہی پیدا ہوتا ہے جب کلکٹر کے ایوارڈ پر کوئی مخصوص اعتراض لیا گیا ہو اور یہ اس اعتراض پر غور کرنے تک محدود ہو۔ لہذا، یہ یقینی ہے کہ جب صرف اعتراض معاوضے کی رقم پر لیا جاتا ہے تو صرف وہی معاملہ حوالہ دیا جاتا

ہے اور عدالت کو اس سے آگے کسی چیز کا تعین کرنے یا اس پر غور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔
 پریاگ میں اپنی ویش آواس ایوم نمن سہکاری سمیتی لمیٹڈ بنام الہ آباد وکاس پرڈھیکرن اور دیگر
 (2003) 5 ایس سی سی 561، ایکٹ کے دفعہ 30 کے تحت دائرہ اختیار کے استعمال سے متعلق سوال
 بنام دفعہ 18۔ دعویٰ 30 کے لحاظ سے تعین میں تقسیم کے مقدمے میں فیصلے کی ترتیبات ہوتی ہیں۔ انجم
 لنکنا اور دیگران بنام حصول اراضی کے افسر، ریونیو ڈویژنل آفیسر، نظام آباد اور دیگران (2002) 9
 ایس سی سی 426 میں، یہ فیصلہ دیا گیا کہ ریفرنس کورٹ کو ان لوگوں کے کہنے پر، جنہوں نے پہلے حوالہ کے لیے
 درخواست نہیں دی تھی، ایکٹ کی دفعہ 18 میں دفعہ 30 کے تحت حوالہ کو ایک میں تبدیل کرنے کا کوئی
 اختیار نہیں ہے۔

محدود دائرہ اختیار کا ہر ٹریبونل نہ صرف حقدار ہے بلکہ اس بات کا تعین کرنے کا پابند ہے کہ آیا وہ معاملہ
 جس میں اسے اپنے دائرہ اختیار کو استعمال کرنے کے لیے کہا گیا ہے اس کے خصوصی دائرہ اختیار کی حدود میں
 آتا ہے اور کیا اس طرح کے ٹریبونل کا دائرہ اختیار کچھ حقائق یا حالات کے وجود پر منحصر ہے۔ اس کا واضح فرض یہ
 دیکھنا ہے کہ یہ حقائق اور حالات اسے دائرہ اختیار کے ساتھ سرمایہ کاری کرنے کے لیے موجود ہیں، اور جہاں
 کوئی ٹریبونل اپنے دائرہ اختیار کو اس قانون سے حاصل کرتا ہے جو اسے تخلیق کرتا ہے اور وہ قانون ان شرائط کی
 بھی وضاحت کرتا ہے جن کے تحت ٹریبونل کام کر سکتا ہے، یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس سے پہلے کہ ٹریبونل
 کسی معاملے میں دائرہ اختیار سنبھال لے، اسے مطمئن ہونا چاہیے کہ اس معاملے کو حاصل کرنے کے لیے مطلوبہ
 شرائط حقیقت میں پیدا ہو چکی ہیں۔ جیسا کہ سروانجی پنسلٹنجی بنام میرمینو دین خان ایل آر، (1855) 6 ایم
 آئی اے 134 پی سی میں پرلوی کونسل نے مشاہدہ کیا ہے، جہاں بھی پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعے
 کسی عدالت کو دائرہ اختیار دیا جاتا ہے اور ایسا دائرہ اختیار صرف اس ایکٹ میں موجود کچھ مخصوص شرائط پر دیا
 جاتا ہے، یہ ایک عالمگیر اصول ہے کہ ان شرائط کی تعمیل کی جانی چاہیے، تاکہ دائرہ اختیار پیدا کیا جاسکے اور اس
 میں اضافہ کیا جاسکے کہ اگر ان کی تعمیل نہیں کی جاتی ہے تو دائرہ اختیار پیدا نہیں ہوتا ہے۔ [دیکھیں: محمد حسن
 الدین بنام ریاست مہاراشٹر، (1979) 2 ایس سی سی 572]

کوٹھا مسوکنکار تھما اور دیگران بنام ریاست آندھرا پردیش اور دیگران اے آئی آر (1965)
 ایس سی 304 میں، یہ مندرجہ ذیل طور پر منعقد ہوا:

”ویسے بھی چونکہ عدالت عالیہ نے اس کے سامنے اس نکتے پر زور دینے کی منظوری دی تھی اور ریاست کی جانب سے ہمارے سامنے اٹھایا گیا ہے اس لیے اس کا فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ اپیل گزاروں کی جانب سے عدالت عالیہ کے سامنے یہ دلیل دی گئی کہ ریاست کی جانب سے ماتحت جج کے سامنے ریفرنس کی عدم موجودگی کے حوالے سے عرضی اٹھانے میں ناکامی کی وجہ سے ریاست کو اس نکتے سے مستثنیٰ سمجھا جانا چاہیے۔ عدالت عالیہ نے اس دلیل کو اس نظریے پر قبول کیا کہ یہ دائرہ اختیار کی موروثی کمی کا معاملہ نہیں تھا اور یہ کہ طریقہ کار میں عیب ایسا تھا جسے معاف کیا جاسکتا ہے۔ ہماری رائے میں عدالت عالیہ کا نظریہ درست نہیں ہے۔ حصول اراضی کے قانون کی دفعہ 12(1) میں کہا گیا ہے کہ کلکٹر کے دفتر میں ایوارڈ دائر کرنے کے بعد یہ حتمی اور فیصلہ کن ثبوت ہو گا جیسا کہ ایکٹ میں فراہم کیا گیا ہے، کلکٹر اور زمین کے حقیقی رقبے اور قیمت میں دلچسپی رکھنے والے افراد کے درمیان ہو گا اور معاوضے کو دلچسپی رکھنے والے افراد میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایوارڈ کی حتمی حیثیت پر سوال اٹھانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ حصول اراضی کے قانون کی دفعہ 18 کی دفعات کا سہارا لیا جائے، جس کی ذیلی دفعہ (ل) طرح پڑھتی ہے :

”کوئی بھی دلچسپی رکھنے والا شخص جس نے ایوارڈ قبول نہیں کیا ہے، کلکٹر کو تحریری درخواست کے ذریعے یہ مطالبہ کر سکتا ہے کہ معاملہ کلکٹر کے ذریعے عدالت کے تعین کے لیے بھیجا جائے، چاہے اس کا اعتراض زمین کی پیمائش، معاوضے کی رقم، جن افراد کو یہ قابل ادائیگی ہے، یا دلچسپی رکھنے والے افراد میں معاوضے کی تقسیم پر ہو۔

ذیلی دفعہ (2) فقرہ میں وہ وقت مقرر کیا گیا ہے جس کے اندر ذیلی دفعہ (ل) تحت درخواست دی جانی ہے۔ دفعہ 19 کلکٹر کے ذریعے حوالہ دینے کا بندوبست کرتی ہے اور ان معاملات کی وضاحت کرتی ہے جو اس حوالہ میں شامل کیے جانے میں ہیں۔ اس طرح معاملہ کلکٹر کے ذریعے دیے گئے حوالہ پر ہی عدالت میں جاتا ہے۔ اس طرح کا حوالہ دیے جانے کے بعد ہی عدالت کو ایوارڈ کے دعویدار کے عذرات کا تعین کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ دفعہ 21 عدالت کے سامنے کارروائی کے دائرہ کار کو اعتراض سے متاثرہ افراد کے تنازعات پر غور کرنے تک محدود کرتی ہے۔ اس طرح یہ دفعات اس میں کوئی شک نہیں چھوڑتی ہیں

کہ عدالت کا دائرہ اختیار صرف اس کے حوالے کی بنیاد پر پیدا ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حصول اراضی کے افسر نے حصول اراضی کے قانون کی دفعہ 30 کے تحت حوالہ دیا ہے لیکن یہ حوالہ صرف مختلف دعویداروں کے درمیان معاوضے کی تقسیم کے حوالے سے تھا۔ اس طرح کا حوالہ یقیناً پر عدالت کو کسی ایسے معاملے پر غور کرنے کے لیے دائرہ اختیار میں سرمایہ کاری نہیں کرے گا جس کا اس سے براہ راست تعلق نہ ہو۔ یہ واقعی محض ایک تکنیکی حیثیت نہیں ہے جس کی نشاندہی پریسروانجی پیٹنٹنجی اور دیگر ان بنام میرمینو دین خان ولد مسیر سدرو دین خان بہادر، صفحہ 155 (پی سی) پر 6 موانڈ اپیل 134 میں پریوی کونسل نے کی ہے، جہاں بھی دائرہ اختیار کسی قانون کے ذریعے دیا جاتا ہے اور اس طرح کا دائرہ اختیار صرف اس میں موجود کچھ مخصوص شرائط پر دیا جاتا ہے، یہ ایک عالمگیر اصول ہے کہ دائرہ اختیار بنانے اور بڑھانے کے لیے ان شرائط کی تعمیل کی جانی چاہیے، اور اگر ان کی تعمیل نہیں کی جاتی ہے تو دائرہ اختیار پیدا نہیں ہوتا ہے۔ لہذا، یہ موروثی دائرہ اختیار کی کمی کا معاملہ تھا اور جہاں تک معاوضے کے تعین کا تعلق ہے، حوالہ کی عدم موجودگی کی بنیاد پر عدالت کے سامنے کارروائی پر اعتراض کرنے میں ریاست کی ناکامی معافی یا رضامندی کے مترادف نہیں ہو سکتی۔ درحقیقت، جب موروثی دائرہ اختیار کی عدم موجودگی ہوتی ہے، تو اس عیب کو معاف نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی رضامندی سے اس کا حل نکالا جاسکتا ہے۔

پوزیشن ہونے کے اوپر، عدالت عالیہ کا یہ نظریہ کہ ایکٹ کے دفعہ 18 کے لحاظ سے کسی حوالہ سے نمٹنے کے دوران ایکٹ کے دفعہ 30 کے تحت آنے والے معاملے سے نمٹنا ناقابل قبول تھا، ناقابل واپسی ہے۔

تاہم، یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 30 کے تحت حوالہ طلب کرنے کے لیے کوئی وقت کی حد نہیں ہے، حالانکہ یہ ہمیشہ معقول وقت کے اندر کیا جانا چاہیے۔ وقت کی معقولیت حتمی حیثیت کی ضرورت سے عدالتی کارروائی کی طرف بہتی ہے۔

موجودہ کیس کی حقائق کی صورتحال کے پس منظر میں، اپیل گزاروں کو ایکٹ کے دفعہ 30 کے لحاظ سے حوالہ طلب کرنے کے لیے مجاز حصول اراضی کی اتھارٹی کے سامنے درخواست دینے کی اجازت دینا

مناسب ہوگا۔ اگر ایسا کیا جاتا ہے تو ضروری حوالہ تیزی سے دیا جائے گا۔ جمع کی گئی رقم متعلقہ عدالت کو منتقل کی جائے گی۔ فریقین کے لیے یہ کھلا ہوگا کہ وہ دی گئی رقم کے ایسے حصے کو ایسی شرائط پر واپس لینے کی درخواست کریں جو مذکورہ عدالت کے ذریعے مناسب سمجھی جائیں۔ فریقین کے فاضل وکیل نے کہا کہ سیکورٹی کے ساتھ واپسی کے لیے تحریک پیش کی جائے گی۔ یہ ایک ایسا پہلو ہے جس سے متعلقہ عدالت قانون کے مطابق نمٹے گی۔

اپیل کو خارج کر دیا جاتا ہے سوائے اس کے کہ اشارہ کردہ حد تک۔ کوئی لاگت نہیں۔

ڈی جی

اپیل جزوی طور پر مسترد کر دی گئی۔